بسم الله الرحمن الرحيم

شرم وحیا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

سیرت طیبہ کے مختلف پہلو:

ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعلق محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ کسی محفل میں ولادت باسعادت کی بات ہوتی ہے، کسی محفل میں عشق رسول ﷺ کے عنوان پر بات ہوتی ہے، کسی محفل میں اتباع سنت کی بات ہوتی ہے، کسی محفل میں اکابرین امت اور عشق رسول اللہ ﷺ کے عنوان پر گفتگو ہوتی ہے۔ اس طرح سیرت طیبہ کو اجاگر کرنے کے مختلف انداز ہیں۔

عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَ حُسْنُکَ وَاحِدٌ
وَ کُلٌّ شَیْءٍ اِلٰی ذَاتِ الْجَمَالِ یُشِیْرُ

(عبارتیں مختلف، مضمون سب کا ایک ہوتا ہے اور یہ سب چیزیں ایک ہی ہستی کے حسن و جمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔)

حیاء ایمان کا شعبہ:

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ تلاوت کی گئی۔ ارشاد فرمایا اَلْحَیَاءُ

شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔ مؤمن باحیاء ہوتا ہے، اس کی زندگی پاکیزہ ہوتی ہے، عفیف زندگی ہوتی ہے، پاکدامنی والی زندگی ہوتی ہے، اسی وجہ سے اللہ رب العزت کی اس پر خصوصی رحمتیں ہوتی ہیں۔ گویا نبی اکرم ﷺ نے حیاء کی اتنی تعلیم دی کہ اسے ایمان کا شعبہ قرار دے دیا۔

نبی اکرم ﷺ کی شرم وحیاء کا عالم:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں جب کبھی نبی اکرم ﷺ کی مبارک آنکھوں کو دیکھتی تھی تو مجھے آپ ﷺ کی آنکھوں میں وہ حیاء نظر آتی تھی جو مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی انکھوں میں بھی نہیں ہوا کرتی تھی۔

غیرت کا مقام:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا غَیْرَةَ لَهٗ اس کا ایمان ہی نہیں جس کے اندر غیرت نہیں۔ گویا مومن غیور ہوتا ہے۔ غیور کا کیا مطلب؟ غیور کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے حیائی اور فحش کاموں سے دور رہتا ہے۔ ایسا انسان گناہوں سے پاک ایسی زندگی گزارتا ہے کہ غیرت اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ اَلْغَیْرَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ غیرت ایمان کا حصہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ آدَم کہ آدمؑ کی جتنی اولاد ہے میں ان میں سے سب سے زیادہ غیرت مند ہوں۔ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّی اور اللہ رب العزت مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ غیرت والی زندگی کو پسند فرماتے ہیں۔

شریعت اسلامی کا حسن:

اس چیز کو شریعت نے پسند کیا کہ انسان پاک دامنی کی زندگی گزارے اور اخلاقی گناہوں سے بچے۔ اسلام نے عفت و پاک دامنی کا ایسا سبق دیا کہ دنیا کے کسی

مذہب نے ایسا سبق نہیں دیا۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ شریعت اسلامی کا یہ حسن ہے کہ مرد کو اپنی جگہ تعلیم دی اور عورت کو اپنی جگہ تعلیم دی تا کہ وہ دونوں گناہوں سے بچ سکیں۔ عورت سے کہا کہ تم کسی شرعی ضرورت کے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلو اور اگر نکلنا بھی ہو تو اپنے جسم کو پردے میں چھپاؤ۔ نیز حکم دیا کہ تم راستوں کے درمیان میں چلنے کی بجائے کناروں پر چلو۔ تمہارا چلنا بھی اس انداز کا ہو کہ کوئی یہ نہ پہچان سکے کہ تمہاری جوانی کی عمر ہے۔ اگر کسی تقریب میں بھی آنا جانا ہو تو ایسی خوشبو مت استعمال کرو جو پھیلنے والی ہو۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ عورت کے لئے بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ زیادہ مگر پھیلتی کم ہو۔ نیز فرمایا کہ ایسا لباس مت پہن کر نکلو جس کو دیکھ کر غیر محرم لوگوں کی نگاہیں تم پر پڑیں۔

بے پردہ عورت کا انجام:

بے پردہ باہر نکلنے والی عورت کو سختی سے منع کیا گیا۔ فرمایا رُبَّ قَاسِيَةٍ عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وہ عورتیں جو بے پردہ ہو کر اپنے گھروں سے باہر نکلیں گی اللہ رب العزت روز محشر ان کا یہ حشر فرمائیں گے کہ ان کو ننگا کر کے جہنم کے اندر دھکا دلوا دیں گے۔ یہ کس لئے؟ اس لئے کہ اس نے حیاء کی چادر کو خود اتار دیا تھا۔

یمن سے مدینہ تک شرم و حیاء کا عالم:

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں حیاء والی صفت ایسی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ ان کی نگاہیں غیر کی طرف اٹھتی ہی نہیں تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر ابن الخطابؓ کے دور میں ایک عورت یمن سے چلی اور مدینہ طیبہ اکیلی آئی۔ اس نے مہینوں کا سفر کیا، وہ رات کو بھی کہیں ٹھہرتی ہوگی، اس کے پاس مال بھی تھا، اسے جان اور اپنی عزت و

ناموس کا بھی خطرہ تھا۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو آپ نے انہیں بلوایا۔ پہلے یہ پوچھا کہ اکیلی کیوں آئی؟ اس نے کوئی عذر پیش کیا۔ پھر آپؓ نے ایک سوال پوچھا کہ بتاؤ، تم جوان العمر عورت ہو، تم نے اکیلے سفر کیا، آبادیوں سے بھی گزری، ویرانوں سے بھی گزری، تمہیں جان و مال اور عزت و آبرو کا بھی خطرہ تھا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے یمن سے مدینہ تک کے لوگوں کو کس حال پر پایا؟ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! میں یمن سے چلی اور مدینہ تک پہنچی اور میں نے راستے کے سب لوگوں کو ایسے پایا کہ جیسا یہ سب کے سب ایک ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ ان سب کی نگاہیں اتنی پاکیزہ تھیں کہ جوان العمر عورت سینکڑوں میل کا سفر کرتی تھی اور اسے اپنی عزت و آبرو کا کوئی خطرہ نہیں ہوا کرتا تھا۔

باطن پر محنت کرنے کی ضرورت:

یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ وہ انسان کے اندر سے شہوات، خواہشات اور شیطانیت کو نکال کر رکھ دیتا ہے۔ جب کوئی بندہ یہ دیکھے کہ میری نگاہ پاک نہیں، میرے دل میں طوفان اٹھتے ہیں، میرے دل میں تمنائیں جنم لیتی ہیں اور غلط خیالات پریشان کئے رکھتے ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ابھی میرے باطن پر میل ہے اور میرا معاملہ بہت بگڑا ہوا ہے۔ ہماری نگاہ کی ناپاکی اور نامسلمانی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے باطن پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ جس بندے نے بھی اپنے باطن پر محنت کی اللہ رب العزت نے اسے پاکیزہ زندگی عطا کی۔

آج کل نفوس کی حالت:

آج کل کے نوجوان اکثر اس معاملہ میں پریشان رہتے ہیں۔ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک تو بے پردگی بڑھتی جا رہی ہے اور دوسرا یہ کہ وہ اپنے اوپر محنت

نہیں کرتے اس لئے آگ کی مانند ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس تھانویؒ نے لکھا ہے کہ عام آدمی کا نفس ایسے ہوتا ہے جیسے ماچس کی تیلی (دیا سلائی) ہوتی ہے کہ آگ اس میں پہلے ہی بھری ہوتی ہے فقط رگڑ لگنے کی دیر ہوتی ہے۔ رگڑ لگی اور آگ جلی..... آج کل نفوس کا حال ایسے ہی ہے۔ خباثت اور ظلمت پہلے ہی بھری ہوتی ہے، بس گناہ کا موقع ملا اور انسان کے اندر سے وہ شیطانیت ظاہر ہوگئی۔ یہ چیز ہمارے لئے خطرے کی علامت ہے اس لئے ہمیں اپنے اوپر محنت کرنی ہے تاکہ ہماری نگاہ کی نامسلمانی دور ہو جائے۔ سچی بات عرض کروں کہ آج کل ہماری نگاہیں شکاری کتوں کی طرح دوسروں پر پڑ رہی ہوتی ہے، جدھر بھی نگاہیں اٹھتی ہیں ہوس بھری ہوتی ہیں۔

باطنی امراض کی علامت:

پاکیزہ نگاہ سینکڑوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہوگی اس سلسلہ میں عمر کا کوئی فرق نہیں۔ آج جوان کی نگاہ بھی ویسی اور بوڑھے کی نگاہ بھی ویسی بنی ہوئی ہے، پڑھے لکھے کی نگاہ اور ان پڑھ کی نگاہ میں کوئی فرق نہیں۔ جب باطن پر محنت نہیں کی ہوگی تو پھر نماز پڑھنے کے بعد باہر نکلیں گے تو چند قدم کے فاصلے پر نگاہیں پھر ادھر ادھر ڈھونڈنا شروع کر دیں گی۔ یہ چیز باطنی امراض کی علامت ہوتی ہے اور اسی کے علاج کے لئے مشائخ کی صحبت میں آنا ہوتا ہے۔ جیسے انسان کوٹی بی کی بیماری ہو جائے یا دل کی تو وہ ہسپتال میں ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی طرح یہ باطنی بیماری اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا کوئی روحانی مرض بہت بڑھ رہا ہے اور ہمیں اب کسی نہ کسی روحانی طبیب کی ضرورت ہے۔ جب انسان کاملین کے پاس آکر اپنی نگاہ کی نا مسلمانی دور کروانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ رب العزت ان حضرات کی صحبت میں آنے پر انسان کو پاکیزہ زندگی عطا فرما دیتے ہیں اور اس کی نگاہ مسلمان بن جاتی ہے۔

؎ زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مؤمن کی مثال:

غور کیجئے کہ اگر ایک آدمی کے لئے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو اور وہ کال کوٹھڑی میں بند ہو تو کیا وہ اس تنہائی میں گناہوں کے بارے میں سوچے گا؟ جس آدمی کو یقین ہو کہ کل مجھے پھانسی ملنی ہے، تنہائی اور اندھیرے کے باوجود اس کا ذہن گناہ کی طرف نہیں جائے گا۔ اس کے دل پر غم سوار ہو گا۔ اس کو پتہ ہے کہ میرے لئے آج موت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مومن کی مثال بالکل اسی طرح ہوتی ہے کہ اسے اپنی موت کا یقین ہوتا ہے کہ آنی ہے مگر اسے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب آنی ہے۔ اس لئے اس کی مثال کال کوٹھڑی کے اس مجرم کی مانند ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ کی مانند ہے۔ اس کو نہیں معلوم کہ کس وقت موت آئے گی اور انسان کا دروازہ کھٹکھٹا دے۔ ہمیں کیا پتہ کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں اور موت چلتے چلتے ہمارے گھر کی دہلیز پر آ چکی ہو۔

موت کب آئے گی؟

نبی اکرم ﷺ نے اپنے یاروں سے پوچھا، موت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ کسی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! صبح ہوتی ہے تو مجھے یقین نہیں ہوتا کہ رات بھی آئے گی یا نہیں آئے گی؟ دوسرے نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں تو مجھے یقین نہیں ہوتا کہ میں پوری کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میرا یہ حال ہے کہ جیسے نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور اس نے ایک طرف سلام پھیر دیا ہو اسے یہ بھی نہیں پتہ ہوتا کہ اب میں دوسری

طرف سلام پھیر بھی سکوں گا یہ نہیں۔ یعنی زندگی کے بارے میں اتنا بھی یقین نہیں۔ جن حضرات کے دلوں میں یہ استحضار پیدا ہو جاتا ہے پھر اللہ رب العزت ان کی زندگی سنت و شریعت کے مطابق بنا دیا کرتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ میں شرم وحیاء:

ہم اپنے اسلاف کی زندگیوں کو دیکھیں تو یہ چیزیں ہمیں ان میں عجیب وغریب نظر آتی ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک جگہ ایک آدمی حمام سے نہا کر نکلا تو اس نے ایسا تہبند باندھا ہوا تھا کہ اس کے گھٹنوں سے اوپر تھا یعنی جسم کا وہ حصہ جو مرد کے لئے چھپانا ضروری ہے وہ ننگا تھا۔ تو آپ نے اپنی آنکھوں کو فوراً بند کر لیا۔ وہ آدمی قریب آیا اور کہنے لگا، اے نعمان! آپ کب سے اندھے ہوئے؟ آپ نے فرمایا، جب سے تجھ سے حیاء رخصت ہوئی تب سے میں اندھا ہو گیا ہوں۔

ایک عورت کی پاکدامنی سے قحط سالی ختم:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ایک عجیب بات لکھتے ہیں کہ جس انسان کی زندگی پاکدامنی کی زندگی ہوگی اللہ رب العزت اس انسان کی دعاؤں کو کبھی رد نہیں فرمایا کرتے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک واقعہ نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ دہلی میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ بارش نہیں ہوتی تھی۔ لوگ پریشان، جانور پریشان، چرند پرند پریشان، نہ سبزہ تھا نہ پانی تھا، ہر طرف خشکی ہی خشکی نظر آتی تھی۔ اس پریشانی کے عالم میں لوگ علماء کی خدمت میں آئے کہ آپ ہمارے لئے کوئی دعا کیجئے۔ انہوں نے نماز استسقاء کے لئے شہر کے سب لوگوں کو بلایا۔ چھوٹے بڑے، مرد عورت سب اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگتے دن گزر گیا مگر

قبولیت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے۔

جب عصر کا وقت ہوا تو دیکھا کہ ایک سواری پر کوئی سوار ہے اور ایک نوجوان آدمی اس سواری کی نکیل پکڑ کر جا رہا ہے۔ وہ قریب سے گزرا تو رکا۔ اس نے آ کر پوچھا کہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کی دعا مانگ رہے ہیں مگر قبولیت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے۔ وہ کہنے لگا، اچھا میں دعا مانگتا ہوں۔ وہ آدمی سواری کی طرف گیا اور وہاں جا کر پتہ نہیں اس نے کیا بات کہی کہ تھوڑی دیر میں آسمان پر بادل آ گئے اور سب نے دیکھا کہ چھم چھم بارش برسنے لگی۔ سب حیران تھے۔ چنانچہ جن علما کو اس لڑکے کی بات کا پتہ تھا وہ اس کے پیچھے گئے کہ ہم پوچھیں کہ اس کی بات میں کیا راز تھا؟ جب اس سے جا کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت کیسے آئی؟ تو وہ کہنے لگا کہ اس سواری پر میری والدہ سوار ہیں۔ انہوں نے پاکیزہ زندگی گزاری، پاکدامنی والی زندگی گزاری، یہ عفیفہ زندگی گزارنے والی عورت ہے۔ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ کی دعا قبول نہیں ہو رہی تو میں ان کے پاس آیا اور ان کی چادر کا کونہ پکڑ کر دعا مانگی کہ، اے اللہ! میں اس ماں کا بیٹا ہوں جس نے پاکدامنی کی زندگی گزاری، اللہ! اگر آپ کو یہ عمل قبول ہے تو آپ رحمت کی بارش عطا فرما دیجئے۔ ابھی دعا مانگی ہی تھی کہ پروردگار نے رحمت کی بارش عطا فرما دی۔ سبحان اللہ

شرم وحیاء سے معاشی پریشانی کا خاتمہ:

آج کل اکثر لوگوں کو رزق کی پریشانی ہوتی ہے۔ ہر تیسرا بندہ یہ کہے گا کہ یا تو جن کا اثر ہے یا کالے علم کا اثر ہے۔ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کسی نے باندھا ہوا ہے۔ عجیب وغریب زندگیاں ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے اعمال شریعت وسنت کے مطابق ہیں یا خلاف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری بداعمالیوں نے ہمیں باندھا ہوا ہوتا ہے۔ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے رزق بندھا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو

پریشان کیا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے اعمال کو سنوار کر زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ رب العزت کی ہمارے اوپر رحمتیں آئیں اور ہماری زندگیوں میں بہار پیدا کر دیں۔ یہ چیز کب آئے گی؟ جب ہماری زندگیوں میں حیاء ہوگی اور ہماری نگاہیں پاک ہوں گی۔

ایمان کی حلاوت حاصل کرنے کا طریقہ:

ہمیں چاہئے کہ ہم جب راستوں پر چل رہے ہوں تو اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو بندہ اپنی نگاہوں کو غیر محرم سے محفوظ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو ایمان کی حلاوت عطا فرما دیتے ہیں۔ بعض احادیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو عبادات میں لذت عطا فرما دیتے ہیں۔ اب آج نماز کا سرور کیوں حاصل نہیں؟ سجدے کے اندر کیوں مزہ نہیں آتا؟ تلاوت قرآن میں کیوں لطف نصیب نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ نگاہیں پاک نہیں ہوتیں۔

قبولیت دعا کا لمحہ:

ایک جگہ پر عجیب بات لکھی ہوئی تھی کہ جب آدمی کسی گناہ پر قادر ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے وہ گناہ نہیں کرتا، اس لمحے وہ جو بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔ تجربے والی بات ہے، آپ اسے آزما کر دیکھ لیجئے کہ آپ کہیں جا رہے ہوں، جی چاہتا ہے کہ نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ سامنے کون ہے مگر آپ اپنے نفس کے خلاف کرتے ہوئے اپنی نگاہوں کو نیچا کرتے ہیں تو اس وقت آپ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگیں گے، اپنی زندگی میں اسے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ:

اسلام نے ہمیں نہ صرف زنا کرنے سے منع کیا بلکہ ان تمام کاموں سے منع کیا جو انسان کو زنا کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ فرمایا وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اس لئے کہ یہ راستہ ہی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

بدکاری کی وجہ سے عمر میں کمی:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی بدکاری کی زندگی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو کم کر دیا کرتے ہیں۔ عمر کو کم کرنے کا کیا مطلب؟ اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک مطلب تو یہ کہ ساٹھ سال کی عمر تھی اور ایسی بیماری آئی کہ یہ پچاس میں ٹرخ گیا۔ یوں عمر کم کر دی گئی اور دوسرا مطلب محدثین نے یہ لکھا کہ آدمی کی عمر ساٹھ سال تھی مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماریوں میں مبتلا کر دیا کہ اس کی زندگی صحت مند زندگی کے بجائے بیماروں والی زندگی ہوتی ہے اور اس کے لئے پریشانی کا سبب بن جایا کرتی ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ یہ چیزیں آج کل عام نظر آتی ہیں کہ آپ کو آج چالیس سال کے بوڑھے نظر آئیں گے۔ ایسے لوگ نظر آئیں گے کہ ان کی عمر چالیس سال بھی نہیں ہوتی، کہتے ہیں کہ کیا کریں کھڑے ہوتے ہیں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے کہتے ہیں کہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔

صحابہ کرامؓ میں شرم وحیاء کا عالم:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک جگہ پر جہاد کے لئے قدم بڑھایا۔ آگے دشمن تھے۔ انہوں نے سوچا کہ ہم ان کو کسی طرح ان کے دین کے راستے سے ہٹائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ بے پردہ ہو کر گلیوں میں نکل آئیں تا کہ ان کی نگاہیں ادھر ادھر اٹھیں۔ اس طرح ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی

جو مدد ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے دیکھا تو انہوں نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ یہ اعلان سن کر پورے لشکر کے لوگوں نے اپنی نگاہوں کو اس طرح نیچے کر لیا کہ کسی کی نگاہ کسی غیر عورت پر نہ پڑی۔ حتیٰ کہ لشکر کے لوگ جب لوٹ کر آئے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ تو بتائیے کہ وہاں کے مکانوں کی بلندی کیسی تھی؟ فرمانے لگے، کہ جب امیر لشکر نے نظریں جھکانے کا حکم دیا تو ہم نے مکانوں کی اونچائی کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ سبحان اللہ۔

جلدی بند ہونے والا دروازہ:

اللہ رب العزت نے انسان کی آنکھوں پر جو پردہ بنایا وہ بھی اتنا **Quick-acting** (جلدی کام کرنے والا) بنایا کہ پلک جھپکنا ایک ضرب المثل بن گئی۔ وقت کی قلت کی بات کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ جی پلک جھپکنے کی دیر میں، یعنی تھوڑی سی دیر میں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دروازے کو جلدی بند ہونے والا اس لئے بنا دیا کہ میرے بندو! کل قیامت کے دن تم یہ اعتراض نہ کر سکو کہ رب کریم! غیر محرم سامنے تھی، ہم چاہتے تھے کہ آنکھیں بند کریں مگر ہمیں آنکھیں بند کرنے میں وقت لگ گیا تھا۔

دو اعضاء کی دوہری حفاظت:

انسان کے جسم کے دو اعضاء ایسے ہیں کہ جن کو اللہ رب العزت نے **Duoble protection** (دوہری حفاظت) دی ہوئی ہے۔ ایک زبان، دیکھئے کہ اس کے گرد دو دیواریں ہیں۔ ایک دانتوں کی دیوار اور ایک ہونٹوں کی دیوار۔ اس کو دو دیواروں میں اس لئے بند کیا کہ زبان کی ان دو دیواروں کو کھولنے سے پہلے ذرا تول لو کہ تم کونسی

بات کرر ہے ہو؟ اس زبان سے ایسے ایسے کلمات نکل سکتے ہیں کہ جو کافر کو بھی مؤمن بنا سکتے ہیں اور اگر غلط ہوں تو مؤمن کو بھی کفر کی حدوں میں داخل کر دیتے ہیں۔

دوسرا انسان کے جسم کے جو پوشیدہ اعضاء ہیں ان کے اوپر ہمیشہ دو کپڑے ہوتے ہیں، بازوؤں پر ایک کپڑا، پیٹ پر ایک کپڑا، ٹانگوں پر ایک کپڑا، لیکن پوشیدہ اعضاء پر ہمیشہ دو کپڑے۔ ایک اوپر قمیص اور دوسرا نیچے ازار بند۔ دو کپڑوں میں چھپانے کی سنت اس لئے بنائی گئی کہ اے مؤمن! ذرا کپڑا ہٹانے سے پہلے یاد رکھنا کہ تو کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرر ہا ہے، اللہ کی عظمت سے ڈر جانا، اس گناہ سے بچ جانا، ایسا نہ ہو کہ تیرے لئے یہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا سبب بن جائے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں شرم وحیاء:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یاروں کو ایسی حیاء سکھائی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اللہ کے فرشتے بھی حیاء کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی پاکیزہ زندگی عطا کی ہوئی تھی۔

شرم وحیا پر نصرت الٰہی کے کرشمے

اللہ تعالیٰ باحیاء انسان کی زندگی میں برکت دیتے ہیں، اس کو پریشانیوں سے بھی محفوظ فرما لیتے ہیں اور اللہ رب العزت خود اس کے محافظ بن جاتے ہیں۔ ایسے انسان کو زندگی میں اگر کوئی پریشانی آئے تو اللہ تعالیٰ خود اس کی پریشانیوں کا حل نکال لیا کرتے ہیں۔

دیکھئے، اس دنیا کے اندر چند واقعات ایسے بھی ہوئے کہ لوگوں نے بعض بے گناہ لوگوں پر الزام لگائے تو اللہ رب العزت کا غیبی نظام حرکت میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی کیسے پشت پناہی کی گئی اور ان کی برأت کیسے دی گئی اس کے

واقعات ہم سنتے ہی رہتے ہیں۔اس وقت یہ عاجز چند واقعات آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔

بی بی مریم کی پاکدامنی کی گواہی:

بی بی مریمؑ اللہ تعالیٰ کی ایک نیک بندی گزری ہیں۔ابھی پیدا بھی نہیں ہوئیں، ماں کے پیٹ میں ہیں،ان کی ماں ان کے لئے دعا کر رہی ہیں۔ **رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی** اے اللہ!میرے پیٹ میں جو بھی ہے میں نے اسے تیرے لئے وقف کر دیا،تو اسے قبول فرمالے۔چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا **فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ کَفَّلَھَا زَکَرِیَّا** حضرت زکریا علیہ السلام ان کے خالو تھے،وہ ان کفیل بنے۔

حضرت مریمؑ مسجد کے اندر اعتکاف کی حالت میں رہتیں اور سارا دن ذکر و عبادت میں مشغول رہا کرتی تھیں۔اللہ رب العزت کی طرف سے ایسی رحمت ہوتی کہ اس کے لئے بے موسم کے پھل بھیجے گئے۔لوگوں کے اندر ان کی عبادت اور تقویٰ کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔لوگ بہت عزت کرتے تھے۔

ان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔قرآن مجید نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور ایک سورۃ کا نام بھی سورۃ مریم رکھا۔فرمایا **وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا** انہوں نے غسل کے لئے اپنے مکان کی مشرقی سمت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ **مَکَانًا شَرْقِیًّا** سے مفسرین نے لکھا کہ نصاریٰ نے مشرق کو اسی لئے قبلہ بنالیا کہ وہ مشرق کی طرف گئیں۔جب وہ مشرق کی طرف گئیں **فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا** انہوں نے اپنے اردگرد ایک حجاب(پردہ) تان لیا تاکہ تنہائی ہو جائے اور وہ غسل کر سکیں۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اتنے میں **فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا** ہم نے اس کی طرف اپنے روح الامین کو بھیجا۔ **فَتَمَثَّلَ لَھَا**

بَشَرًا سَوِیًّا اور وہ ایک بھرپور انسان کی شکل میں اس کے پاس پہنچے۔ جب تنہائی میں مریمؑ کے سامنے ایک بھرپور انسان آیا تو اس وقت مریم گھبرا گئیں۔ وہ آج کے وقت کی کوئی بگڑی ہوئی بیگم نہ تھی کہ ایک نامحرم کو تنہائی میں دیکھ کر مسکرا دیتی۔ وہ اللہ پاک کی نیک بندی تھی۔ چنانچہ اس کے چہرے کے اوپر گھبراہٹ کے آثار نظر آئے۔ فرمانے لگی، اِنِّی اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا میں تجھ سے اللہ رب العزت کی پناہ مانگتی ہوں کہ تجھ سے میری حفاظت فرمائے۔ تیرے چہرے سے تو تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت جبرائیلؑ نے پہچان لیا کہ بی بی مریمؑ گھبرا گئی۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا کہ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں۔ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا تاکہ تجھے ستھرا بیٹا دے۔

اب اس بات کو سن کر مریم کی پریشانی بجائے کم ہونے کے الٹا اور زیادہ بڑھ گئی۔ مریمؑ سوچنے لگی کہ پہلے تو میں اس سے اللہ کی پناہ مانگ رہی تھی مگر جو اس نے بات کہہ دی اس نے تو مجھے اور زیادہ پریشان کر دیا۔ چنانچہ کہنے لگی اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ میرے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ نہ مجھے کسی بشر نے چھوا وَلَمْ اَکُ بَغِیًّا اور نہ میں نے کوئی برائی کا کام کیا...... مریم جانتی تھی کہ بیٹا ہونے کے دو سبب ہوا کرتے ہیں، یا نکاح کے ذریعے سے یا گناہ کے ذریعے سے۔ چونکہ ان کی زندگی میں دونوں کام نہیں تھے اس لئے مریم کہنے لگی کہ جب سبب موجود نہیں تو میرے بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا قَالَ کَذٰلِکِ کہ ایسا ہی ہے کہ نہ تیرا نکاح ہوا ہے اور نہ تو نے گناہ کیا ہے۔ کذلک کے لفظ کے ساتھ اللہ رب العزت نے مریمؑ کی پاکدامنی پر مہر لگا دی۔ اللہ رب العزت ہر ایک کو ایسی بیٹی عطا فرمائے جس کی پاکدامنی پر ایسی مہر لگی ہوئی ہو۔ آگے فرمایا قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ

هَیِّنٌ تیرے پروردگار نے کہا کہ میرے لئے آسان ہے۔ مریم! یہ بیٹا تجھے پروردگار نے دینا ہے کسی زلفوں والی سرکار نے نہیں دینا، اس لئے تجھے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اسی وقت مریمؑ کو اپنے اندر حمل کے آثار محسوس ہونا شروع ہو گئے۔ اس وقت مریم پریشان ہو گئی۔ وہ کھجور کے ایک درخت کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ جبرائیلؑ تو چلے گئے مگر بی بی مریم اب غمزدہ ہے، پریشان ہے، زندگی کا پس منظر سامنے ہے، وہ دل ہی دل میں کہنے لگی، اے اللہ! میں تو تیری عبادت کرتے ہوئے گزارنے والی بندی ہوں، میں نے اپنی عمر اعتکاف میں گزاری، لوگوں میں میری نیکی اور تقویٰ کے چرچے ہیں، مگر آج میں اس حال میں بیٹھی ہوئی ہوں کہ جب لوگوں کے سامنے یہ بات ظاہر ہو گی تو میں ان کو کیا چہرہ دکھاؤں گی، میری ساری عبادت کے اوپر پانی پھر جائے گا، لوگوں میں بدنامی ہو گی، میری زندگی کیسے گزری اور یہ معاملہ کیسا پیش آیا۔

مریم اس درخت کے ساتھ ایسے بیٹھی ہے جیسے کوئی ہارا ہوا جرنیل ہوا کرتا ہے۔ اس وقت اتنی گھبراہٹ تھی کہ دل کہہ رہا تھا کہ اس زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے، چنانچہ کہنے لگی، یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا اے کاش! میں تو اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بھولی بسری چیز بن چکی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جو عفیفہ عورتیں ہوتی ہیں انہیں اپنی بدنامی اور بے عزتی سے ہمیشہ ڈر لگا کرتا ہے۔ وہ اللہ کی پناہ مانگتی ہیں، وہ مر جانے کو پسند کرتی ہیں مگر کوئی ایسا فعل نہیں کرتیں۔ جب بی بی مریمؑ نے ایسی بات کہی تو فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَا ان کو پھر نیچے سے ایک آواز آئی، بعض مفسرین کرام نے لکھا کہ یہ جبرائیلؑ امین نے دوبارہ ان سے کلام کیا تھا اور بعض نے کہا کہ اللہ رب العزت نے کلام فرمایا، بہر حال ان کو فرمایا گیا لَا تَحْزَنِیْ مریم! تو پریشان نہ ہو، یہ رب کی باتیں ہیں۔ جب اس نے تجھے یہ اپنی نشانی دی تو وہ پروردگار تیری

پاسبانی بھی کرے گا۔ فرمایا، یہ جو تمہیں اپنے قریب درخت نظر آ رہا ہے اس پر ہم نے کھجوریں لگا دی ہیں، تم کھجور کے اس درخت کو ہلانا وَ هُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا تمہارے اوپر تر کھجوریں گریں گی ان کو کھا لینا اور تمہارے نیچے پانی جاری کر دیا گیا ہے اس پانی کو پی لینا۔ اس کے بعد جب تمہارے ہاں بچے کی ولادت ہو تو اس بچے کی جبین پر نبوت کے نور کی کرنیں پھوٹتے دیکھ کر اس بچے کی جبین کو بوسے دینا۔ اس سے تمہارے دل کو تسلی ہو جائے گی۔ مریم! اگر لوگ تجھ سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ بنا تو کہنا اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا کہ میں نے تو رحمان کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا آج کسی بندے سے بھی میں بات نہیں کروں گی۔ اس وقت کی شریعت میں بولنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا تھا، امت محمدیہ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کر دی کہ بولنے کی اجازت عطا فرما دی۔ چنانچہ جب بی بی مریمؑ بچے کو لے کر آتی ہیں فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ بچے کو جب سینے سے لگا کر قوم میں آتی ہیں تو وہ حیران ہو جاتے ہیں قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا کہنے لگے، اے مریم! تو یہ کیا غضب کی چیز لے کر آ گئی۔ یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ اے ہارونؑ کی بہن! مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا نہ تیرا باپ ایسا برا تھا اور نہ تیری ماں ایسی بری تھی، تو یہ برائی کیسے کر کے آئی؟ معلوم ہوا کہ عورت سے جب کوئی غلطی کوتاہی ہوتی ہے تو اس کے ماں باپ اور بھائیوں پر بات جاتی ہے۔ اس کے محرم مردوں پہ بات جایا کرتی ہے۔

جب قوم نے طعنوں کے نشتر چلائے تو اس وقت مریمؑ کے دل پر غم طاری ہوا۔ مریم بہت پریشان ہوئیں اور فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ اس بچے کی طرف اشارہ کیا۔ کہنا یہ چاہتی تھیں کہ تم میرا سر مت کھاؤ، پوچھنا ہے تو اسی بچے سے پوچھو کہ یہ کیسے پیدا ہوا؟

قوم نے بچے کی طرف دیکھا اور کہا قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا کہ گود میں پڑا چھوٹا سا بچہ کیسے بول سکتا ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک پاکدامن بندی کے لئے اپنے نظام کو بدل کر رکھ دیا۔ فرمایا، میرے پیارے عیسیٰؑ ! بچے اس عمر میں بولا نہیں کرتے، مگر آج تیری ماں پر بہتان لگایا جا رہا ہے، میں اپنے نظام کو بدلتا ہوں، اب تجھے بولنا ہوگا اور اپنی ماں کی برأت کی گواہی دینی ہوگی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ بولتے ہیں اِنِّی عَبْدُاللّٰہِ میں اللہ کا بندہ ہوں اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا سبحان اللہ، اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اپنی پیاری بندی کی پاکدامنی کی گواہی عطا فرما دی۔ اللہ رب العزت نے ہر دور اور ہر زمانے میں اپنے پاکدامن بندوں کی، معصوم بچوں کی زبانوں سے پاکدامنی کی گواہی دلوائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی:

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بھی آپ جانتے ہیں کہ ان کی پاکدامنی کی گواہی بھی ایک چھوٹے بچے نے دی تھی۔ تو جب کوئی انسان گناہوں سے بچتا ہے، پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی اسی طرح پشت پناہی فرماتے ہیں، اس کی خاطر بنے ہوئے اصولوں کو بدل دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو چھوڑ کر اپنی قدرت کا اظہار کر دیتے ہیں، کہ میں اپنی قدرت کا یوں بھی اظہار کر سکتا ہوں۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی داستان وفا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی۔ یہ وہ خاتون تھیں جن کو اللہ رب العزت نے بڑا شرف عطا فرمایا تھا۔ جب نکاح ہونا تھا تو انہوں نے تجارت کے لئے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت

پر گئے ۔انہوں نے اپنے غلام میسرہ کو آپ ﷺ کے ساتھ بھیجا کہ پتہ کرو کہ حالات سفر کیسے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دوگنا منافع عطا فرمایا۔ میسرہ نے آ کر بڑی اچھی اچھی باتیں سنائیں ۔ خدیجۃ الکبریٰ ؓ کا دل بہت خوش ہوا کہ جس انسان کی امانت اور صداقت اتنی اچھی ہے وہی زندگی کا اچھا ساتھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو بہت سے تحفے تحائف دیئے اور بالآخر آپ ﷺ کے چچا کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرے رشتے کے لئے آنا چاہتے ہیں تو میرے بھائی عمر سے یا میرے والد سے بات کیجئے ۔ چنانچہ آپ ﷺ کے چچا نے ان کی بات کہی اور بالآخران کا نکاح ہوا۔ نکاح میں بیس اونٹ مہر میں رکھے گئے اور دو اونٹوں کو ولیمہ کے لئے ذبح کیا گیا تھا۔

یہ وہ خاتون تھیں کہ جن کو اللہ رب العزت نے بڑا اعزاز یہ بخشا کہ جب اللہ کا قرآن نازل ہوا، نبی اکرم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے سنا تو اس کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنی زوجہ محترمہ کو یہ بات سنائی ۔ چنانچہ نبوت کی زبان سے سب سے پہلے قرآن سننے کا شرف ایک عورت کو حاصل ہوا۔ اس امت کے مردوں پر عورتوں میں سے اس عورت کو یہ فضیلت حاصل ہے جس کو اللہ کے محبوب ﷺ کی مبارک زبان سے سب سے پہلے قرآن سننے کا شرف حاصل ہوا ہے اور اس امت میں سے اس عورت کو اعزاز حاصل ہوا کہ اس نے اپنی آنکھوں سے محمد بن عبداللہ کو محمد رسول اللہ بنتے ہوئے سب سے پہلے دیکھا۔

جب آپ ﷺ کسی وجہ سے غمزدہ ہوتے اور فرماتے **خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ** کہ جب وہ فرشتہ آتا ہے تو مجھے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے۔ آپ فرماتی تھیں **کلّا** ہرگز نہیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کریں گے۔ چنانچہ وہ نبی اکرم ﷺ کو تسلیاں دیتی تھیں ۔ ہجرت سے تین سال پہلے

65 سال عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے حضور اکرم ﷺ کی شادی مبارک:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ مغموم رہا کرتے تھے۔ تسلی دینے والا زندگی کا جو ساتھی تھا وہ بھی چلا گیا۔ ان دنوں میں نبی اکرم ﷺ کے غم کو بانٹنے والا کوئی نہیں تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کو خواب کے اندر ایک شکل دکھائی گئی۔ فرمایا، میرے محبوب ﷺ! آپ غمزدہ رہتے ہیں، ہم نے آپ کے لئے زندگی کے ساتھی کا چناؤ کر دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک عورت کو پیغام بھیجا کہ میں نے اس طرح کی ایک لڑکی دیکھی ہے، جس کیساتھ پروردگار کی طرف سے اشارہ ہے کہ یہ تمہاری زندگی کی دوسری رفیقۂ حیات بنے گی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو ابوبکر ؓ کی بیٹی ہے جس کا نام عائشہ ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کو نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی خصوصیت:

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ آپ ﷺ کی وہ زوجہ ہیں جو کنوارے پن میں نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ باقی جتنی ازواج مطہرات ہیں وہ سب کی سب ایسی تھیں جن کی پہلے شادی ہو چکی تھی یا ان کو طلاق ہو چکی تھی یا ان کے خاوند فوت ہو چکے تھے اور بعد میں ان کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوا۔ بلکہ اگر میں یوں کہہ دوں تو بے جا نہ ہوگا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ وہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے جب بلوغ کی زندگی کو اختیار کیا تو ان کی نگاہوں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے مبارک چہرہ کو دیکھا۔

ام عبداللہ...... سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ:

نبی اکرم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے اتنی محبت تھی کہ آپ نے ان کی کنیت

عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر ام عبداللہ رکھی۔ عبداللہ ان کے بھانجے تھے جو اسماءؓ کے بیٹے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو ایک دفعہ آپ گود میں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ان کو شفقت دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو پیار بھی فرمایا، دعا بھی دی اور فرمایا، عائشہ! تمہیں میں ام عبداللہ کی کنیت دیتا ہوں۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے ان کو پیار کا بھی ایک نام ''حمیرا'' دیا ہوا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے محبت:

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ تشریف فرما تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! مجھے تم سے اتنا پیار ہے، مجھے تم اتنی اچھی لگتی ہو جیسے مکھن اور کھجور کو ملا کر کھایا جائے، جتنی لذت اس میں ہوتی ہے مجھے تم اتنی مرغوب ہو۔ سیدہ عائشہؓ نے فوراً جواب دیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے آپ شہد اور مکھن کو ملا کر کھانے کی طرح مرغوب ہیں۔ محبوب ﷺ مسکرا دیئے کہ میں نے تو مکھن اور کھجور کی مثال دی تھی لیکن تو نے کیسی عقلمندی کی بات کہی۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا علم وتقویٰ میں مقام:

حضرت عطا بن رباحؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم، تقویٰ اور حسن و جمال میں ان کو تمام ازواج مطہرات سے زیادہ رتبہ عطا کیا تھا۔ بلکہ زہریؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تمام ازواج مطہرات کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ صدیقہؓ کا علم پھر بھی ان کے علم سے بڑھ جائے گا۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا فقہ میں مقام:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے 2210 احادیث روایت کی ہیں آپؓ فقیہہ بنیں۔

صحابہ کرامؓ میں سے چالیس فقہا، تھے جن کا زیادہ رتبہ سمجھا جاتا تھا۔ پھر ان چالیس میں سے بھی چودہ ایسے تھے جن کا اور بھی زیادہ رتبہ سمجھا جاتا تھا، ان میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا بھی نام آتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی طرف سے امہات المومنین کو اختیار:

ایک وقت ایسا آیا بھی آیا کہ جب ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ تم چاہو تو ایسی زندگی اختیار کرو، تمہیں اتنا مال و دولت دے دیا جاتا ہے، مگر تم اپنی زندگی گزارو یا چاہو تو اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ زندگی گزارو۔ نبی اکرم ﷺ نے تمام ازواج مطہرات کو یہ اختیار دے دیا مگر حمیرا سے کہا کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ محبوب ﷺ کے دل میں یہ بات تھی کہ کم عمر ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی اور فیصلہ کر لے، چنانچہ والدین کے ساتھ مشروط کر دیا۔ آپ ﷺ کو پتہ تھا کہ غلام کی بیٹی ہے، وہ تو اچھا ہی مشورہ دیں گے۔

سیدہ عائشہؓ کی پاکدامنی کی گواہی:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی زندگی میں بھی ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ اللہ رب العزت کی بھی عجیب مشیت ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ غزوۂ بنی المصطلق میں تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ وہاں سے واپس آنے لگے تو قافلے نے چلنا تھا۔ قافلے کے لوگ جیسے جیسے تیار ہوتے رہتے چلتے رہتے تھے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں اونٹ ہوتے تھے چلتے ہوئے بھی گھنٹوں لگا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے سوچا کہ قافلے میں جانا ہے پتہ نہیں سفر میں کتنا وقت لگ جائے، کیوں نہ ہو کہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں۔ قضائے حاجت کے لئے کھیتوں میں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ذرا دور چلی گئیں تاکہ فراغت حاصل کر سکیں۔ جب فراغت حاصل کر کے

واپس آئیں تو آپ نے ہودج میں بیٹھنا تھا جس کو سواری کے اوپر رکھا جاتا تھا اتنے میں آپ نے محسوس کیا کہ میرے گلے میں ایک ہار پہنا ہوا تھا وہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ سوچا کہ ابھی تو روانہ ہونے میں وقت ہوگا، میں جا کر ہار دیکھ لیتی ہوں۔ آپ ہار ڈھونڈنے کے لئے واپس تشریف لے گئیں۔ پیچھے صحابہ کرامؓ نے سوچا کہ آپ تشریف تو لے آئی تھیں، لہٰذا ہودج میں بیٹھ گئی ہوں گی۔ چنانچہ چار پانچ آدمیوں نے مل کر ہودج کو اٹھا کر سواری کے اوپر رکھ دیا۔ آپ کی عمر بھی کم تھی اور وزن بھی کم تھا، چار پانچ آدمی اٹھانے والے تھے تو ان کو پتہ بھی نہ چلا کہ آپ اندر بیٹھی ہوئی ہیں یا کہ نہیں۔

اب قافلے کے لوگ تو وہاں سے چلے گئے۔ جب آپ واپس آئیں تو آپ نے دیکھا کہ وہ جگہ تو خالی ہے اور قافلہ جا چکا ہے۔ آپ کو اطمینان تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلے گا تو کسی نہ کسی کو بھیجیں گے۔ چنانچہ آپ وہیں پر بیٹھ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد نیند غالب آ گئی۔ چنانچہ اپنے اوپر چادر لی اور سو گئیں۔

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب سارا قافلہ چلا جائے، اگر رات کا وقت ہو تو صبح کے وقت اس جگہ پر آ کر دیکھیں کہ کہیں کوئی چیز پیچھے نہ پڑی رہ گئی ہو۔ چنانچہ ایک بدری صحابی حضرت صفوان بن معطلؓ جو پکی عمر کے تھے کو نبی اکرم ﷺ نے اس کام پر تعینات فرمایا تھا۔ وہ جب اس جگہ پر آئے تو کسی کو اس جگہ پر لیٹا ہوا پایا۔ قریب آئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ انہوں نے اونچی آواز میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ ان کی آواز سن کر آپؓ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے جو اپنے اوپر چادر لی ہوئی تھی اس سے اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ لیا۔ انہوں نے آپ کے لئے اپنے اونٹ کو بٹھایا، آپ اوپر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے مہار پکڑی اور چل

پڑے۔حتیٰ کہ وہ جب اس قافلے کے پاس پہنچے تو قافلے میں موجود جو منافقین تھے انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہاں اس میں تو کچھ نہ کچھ بات ہوگی۔ وہ تو پہلے ہی ایسے موقع کی تلاش میں تھے جس میں وہ مسلمانوں کو پریشان کرسکیں اور نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچاسکیں۔ چنانچہ انہیں باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔

چنانچہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا۔آپ ﷺ کو بڑا صدمہ ہوا۔لوگوں میں یہ بات عام ہونا شروع ہوگئی۔سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آ کر ایک مہینہ تک بیمار رہی اور کمزور بھی ہوگئی۔ایک دن میں ایک صحابیہ ام مسطحؓ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر نکلی، وہ ایک جگہ پر قدم اٹھانے لگیں تو ان کو ٹھوکر لگی، انہوں نے اپنے بیٹے کے بارے میں بددعا کردی۔ میں نے کہا،تم اپنے بیٹے کے لئے بددعا کیوں کررہی ہو؟ وہ کہنے لگیں کہ تمہیں پتہ نہیں کہ وہ تمہارے متعلق کیا بات کہہ رہا ہے؟ میں نے پوچھا کہ کیا بات کہہ رہا ہے؟ اس وقت انہوں نے ساری تفصیل بتادی کہ آپ کے بارے میں اس وقت شہر میں یہ یہ باتیں ہورہی ہیں۔فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں تو میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا۔ میں گھر آئی اور نبی اکرم ﷺ کا انتظار کرنے لگی۔آپ ﷺ جب مسجد سے تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کے سامنے آئی اور سلام کیا۔آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا مگر چہرہ دوسری طرف کرلیا۔ میں دوسری طرف سے آئی مگر نبی اکرم ﷺ نے اپنی نگاہیں دوسری طرف کرلیں۔آپ ﷺ کی خاموش نگاہوں نے مجھے بہت ساری باتیں سکھادیں کہ اس وقت محبوب ﷺ کی طبیعت پر بوجھ ہے اور آپ ﷺ کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔

میں نے سوچا کہ چلو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہوں تاکہ صحیح حالات کا پتہ چل سکے۔ میں نے اجازت چاہی، اللہ کے محبوب ﷺ نے اشارے سے فرمادیا

کہ ہاں چلی جاؤ۔فرماتی ہیں کہ جب میں وہاں پہنچی تو میری والدہ نے دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ میری والدہ کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی ہیں، پریشان چہرے کے ساتھ کھڑی ہیں۔ میں نے پوچھا، امی! کیا ہوا؟ والدہ خاموش ہیں۔آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہو گئے۔ میں نے پوچھا امی! میرے ابو کدھر ہیں؟ انہوں نے اشارہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ چارپائی پر بیٹھے اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں۔ ایک ایک آیت پر آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہیں، اللہ کے حضور دعائیں مانگ رہیں ہیں۔فرماتی ہیں کہ میں نے جب غم کا ماحول دیکھا تو میری طبیعت اور زیادہ آزردہ ہوئی۔ میں نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ جن پر مجھے مان تھا، جو میری زندگی کے رکھوالے تھے وہ بھی مجھ سے آج ناراض ہیں، ماں باپ بھی آج جدا ہیں، میں آج کہاں جاؤں؟ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ہو کہ میں اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ فرماتی ہیں کہ میں نے وضو کیا اور گھر کے ایک کونے کی طرف جانے لگی۔ ماں نے پوچھا، عائشہ! کدھر جا رہی ہو؟ ان کو ڈر لگ گیا تھا کہ بیٹی غمزدہ ہے، ایسا نہ ہو کہ بیٹی کوئی سنگین فیصلہ کر لے۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے کہا، امی! میں اپنے رب کے حضور دعائیں کرنے جا رہی ہوں۔ گویا یوں کہنا چاہتی تھیں امی! ہائی کورٹ تو ناراض ہو گئے، اب میں سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے جا رہی ہوں۔فرماتی ہیں کہ میں نے مصلیٰ بچھایا اور سجدے میں سر رکھ کر دعائیں مانگنی شروع کیں کہ اے مسکینوں کے پروردگار! اے فریادیوں کی فریاد سننے والے اللہ! اے مظلوموں کے پروردگار! اے کمزوروں کی سننے والے آقا! تیرے مقبول بندوں پر جب بھی کوئی ایسا وقت آیا، اللہ! تو نے ہی ان کی مدد کی، اللہ! یوسفؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے برأت دلوائی، اللہ! مریمؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے ہی ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی، اللہ! آج تیرے محبوب ﷺ کی حمیرا تیرے دروازے پر حاضر ہے اور فریاد کرتی ہے کہ میرے

بارے میں بھی اسی طرح کی باتیں کی جا رہی ہیں، پروردگار! تو حمیرا کی مدد فرما، میرے آقا ﷺ نے بھی اس وقت میرے ساتھ بات کرنا چھوڑ دی ہے، اللہ! تیرے سوا کوئی ذات نہیں جو دکھی دلوں کو تسلی دے سکے، جو غمزدہ دلوں کو اطمینان دے سکے۔ رو رو کر دعائیں کر رہی ہیں۔

ادھر دعائیں مانگی جا رہی ہیں اور ادھر آقا ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں مجلس مشاورت قائم کی ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو گھر میں تھے۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہیں۔ محدثین نے اس کا عجیب منظر لکھا، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بھی غمزدہ بیٹھے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر اداسی تھی۔ انہوں نے اپنے محبوب ﷺ کے چہرے کو غمزدہ دیکھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بھی عجیب بن چکی تھی۔ چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سسکیاں لے لے کر رو رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت اپنے یاروں سے پوچھا، اس معاملہ میں تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، عمر! تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و شرافت بخشی، آپ کے بدن پر کوئی مکھی بھی نہیں بیٹھتی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ اس پر ایک گندی مکھی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں تو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات ایسی کیسے ہو سکتی ہے جس کے اندر گناہوں کی نجاست ہو، اس لئے مجھے تو یہ چیز ٹھیک نظر نہیں آتی۔ نبی اکرم ﷺ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، عثمان! تم بتاؤ کہ معاملہ کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبوت کی صحبت کا حق ادا کر دیا۔ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ رب العزت نے آپ کو ایسا بنایا کہ بادل آپ پر سایہ کئے رکھتا ہے، آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر پڑ جائے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کا اتنا لحاظ فرمایا کہ کسی غیر کے قدم آپ کے سایہ پر نہیں پڑ سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی کو آپ کی

زوجہ مطہرہ پر قدرت حاصل ہو جائے۔ لہذا یہ چیز تو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہے۔ ان کی بات سن کر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، علی! تم بتاؤ کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ایک مرتبہ آپ ﷺ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی، آپ چاہتے تھے کہ پہن لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تھا اور آپ کو اطلاع دے دی تھی کہ آپ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے۔ جب جوتے پر نجاست لگی ہوئی تھی تو آپ کو بتا دیا گیا تھا، اگر آپ کے گھر والوں کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ ہوتا تو آپ کو کیوں نہ بتا دیا جاتا اس لئے یہ بات مجھے ٹھیک نظر نہیں آتی۔ نبی اکرم ﷺ پھر خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ کی غمگینی کو دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ بولے، اور کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر آپ کی طبیعت بہت غم زدہ ہے تو آپ ﷺ چاہیں تو طلاق دے دیں۔ آپ ﷺ کے لئے بیویوں کی کونسی کمی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی اور رفیقہ حیات عطا فرما دیں گے۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تڑپے اور کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اس وقت نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ یہ ارشاد فرمائیے کہ یہ نکاح آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے کیا تھا یا آپ کو اشارے سے بتا دیا گیا تھا، یہ آپ کی پسند تھی یا کسی اور کی پسند تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو میرے رب کی طرف سے اشارہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! اب آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور ان منافقین کو چھوڑ دیجئے، میری تلوار جانے اور منافقین کی گردنیں جانیں، وہ ایسی توہین آمیز بات کیسے کر سکتے ہیں۔ رب کریم کی پسند پر وہ ایسی باتیں کر رہے ہوں، یہ نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیار کی آنکھوں سے دیکھا، گویا دل سے کہہ رہے ہوں کہ عمر! اللہ تیرا نگہبان ہو، تو نے میرے

غم کو ہلکا کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کی طبیعت میں اطمینان آ گیا۔ آپ ﷺ اٹھے اور مجلس برخاست ہوگئی۔

آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے گھر کی طرف یہ معلوم کرنے کے لئے جاتے ہیں کہ میری حمیرا کس حال میں ہے؟ نبی اکرم ﷺ دستک دیتے ہیں، سیدنا صدیق اکبرؓ کی اہلیہ نے دروازہ کھولا۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کا رو رو کر برا حال ہو چکا ہے۔ جب صدیق اکبر ؓ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں بھی رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں اور سوج چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا، حمیرا نظر نہیں آ رہی، حمیرا کہاں ہے؟ انہوں نے کونے کی طرف اشارہ کیا۔ اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سجدے میں دعائیں مانگ رہی تھیں۔ بعد میں فرماتی ہیں کہ محبوب ﷺ جب تشریف لائے تھے تو میرے دل میں بات آئی کہ میں اسی وقت اٹھ کر آقا ﷺ کے قدموں کے ساتھ چمٹ جاؤں اور جی بھر کر رو لوں کہ میرے ساتھ یہ کیا معاملہ پیش آ رہا ہے مگر میرے دل نے کہا، عائشہ! تو نے اپنے رب کے سامنے اپنی فریاد بیان کر لی ہے، اب اپنے رب سے ہی مانگ لے، تیرا رب تیرا نگہبان ہوگا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، حمیرا! آپ ﷺ کی آواز سنتے ہی حمیرا نے سجدہ مکمل کیا اور آ کر چارپائی پر خاموش بیٹھ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ قریب بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے پیار سے سمجھایا اور فرمایا، حمیرا! اگر تجھ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو اپنے رب سے معافی مانگ لے، رب کریم گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت تک تو میں صبر کے ساتھ بیٹھی تھی، آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، میری آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہوگئے، میں روتی رہی مگر خاموش تھی، روتے ہوئے میں نے کہا، میں وہی بات کہوں گی جو یوسف ؑ کے والد نے کہی تھی **اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَ حُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ** میں اپنا غم اور شکوہ اپنے رب سے کہتی ہوں۔ فرماتی

ہیں کہ میں نے یہ الفاظ کہے اور محبوب ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کی پیشانی پر پسندیدہ پسنے کے قطرے دیکھے، اور آپ ﷺ کے اندر وہ حسین کپکپی دیکھی جو وحی کے نزول کے وقت ہوا کرتی تھی۔ محبوب ﷺ کے اوپر غنودگی سی طاری ہوتی گئی۔ آپ ﷺ نے اپنے اوپر چادر لے لی، فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی، میرے دل میں خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو القا کر دیں گے یا نیند میں کوئی خواب دکھا دیں گے اور وضاحت فرما دیں گے۔ مگر میرے باپ اور میری ماں پر وہ چند لمحے بڑے عجیب تھے۔ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ تڑپ رہے تھے کہ وحی نازل ہو رہی ہے، پتہ نہیں کہ میری بیٹی کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے، والد کی آنکھوں میں بھی آنسو اور والدہ کی آنکھوں میں بھی آنسو۔ فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے آقا ﷺ نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور کپڑے سے ایسے باہر نکلا جیسے بادل ہٹتا ہے تو چودھویں کا چاند نظر آتا ہے۔ فرمانے لگیں کہ میں نے چہرۂ انور پر بشاشت دیکھی، میں سمجھ گئی کہ اللہ رب العزت نے رحمت فرما دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! مبارک ہو، اللہ کا کلام اگر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل فرما دی۔ فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ فرمانے لگیں، عائشہ! اٹھ اور نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا فرما۔ فرمانے لگیں، میری توجہ رب کی طرف گئی۔ فرمانے لگیں، میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے محبوب ﷺ کی حمیرا کی فریاد کو قبول فرمالیا۔ ان کی پاکدامنی کی گواہی میں قرآن مجید میں ۱۸ آیتیں نازل فرما دی گئیں۔ یہی نہیں کہ ان کی برأت نازل فرما دی بلکہ آگے

فرمادیا کہ تمہیں اتنا عرصہ جو پریشان رہنا پڑا، اس کے بدلے میں **لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْم** تمہارے لئے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر ہے۔

جب پاکدامن انسان کو زندگی میں پریشانی آتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود ان کی پشت پناہی فرمایا کرتے ہیں۔ آج بھی جو انسان نیکوکاری کی زندگی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے ساتھ ہوگی۔ محبوب ﷺ کی تعلیمات کتنی اچھی ہیں کہ آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی بھی ایسا کام کیا جائے جو حیاء کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ آپ ﷺ نے ایک ایک صحابیؓ کو حیاء کا ایسا نمونہ بنا دیا تھا کہ ان کی نگاہیں پاکیزہ، ان کے دل پاکیزہ، اور ان کی زندگی گناہوں سے پاکیزہ ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی پاکدامنی والی زندگیوں کا نمونہ عطا فرما دے اور ہمیں بھی حیاء اور غیرت والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔

اسلام میں بیٹی کا مقام:

محبوب ﷺ کی بیٹی کے بارے میں ایسی تعلیمات ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باپ اگر گھر آئے، بیٹے بھی ہوں اور بیٹی بھی ہو تو اگر کوئی چیز لایا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی بیٹی کو چیز پہلے دے، اس لئے کہ وہ چار دیواری میں رہتی ہے اور وہ باپ کے رحم کی زیادہ مستحق ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ:

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ ﷺ اپنے گھر جانے سے پہلے سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے گھر جایا کرتے تھے آپ ﷺ جب اپنے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے اور سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ آتی

تھیں تو آپ ﷺ اپنی بیٹی کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کو بٹھا کر پھر آپ ﷺ بیٹھا کرتے تھے۔

اسلام میں بہن کا مقام:

نبی اکرم ﷺ نے بہن کی عزت کرنے کی بھی تعلیمات دیں۔ چنانچہ شیما جو حلیمہ سعدیہ ؓ کی بیٹی تھیں اور نبی اکرم ﷺ کو بچپن میں اٹھا کر ساتھ لے جایا کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں آیا ہے کہ جب قبیلہ سعد پر فتح حاصل کی گئی تو ان کو بھی گرفتار کر کے لایا گیا۔ انہوں نے صحابہ ؓ سے کہا، تم مجھے گرفتار کرتے ہو، میں تمہارے نبی کی بہن ہوں، میں نے انہیں گود میں کھلایا ہے، میں ان کے لئے پانی بھر کر لایا کرتی تھی بعد میں ان کو پیار کیا کرتی تھی۔ صحابہ ؓ نے آ کر عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آج ایک ایسی عورت گرفتار ہوئی ہے جو یہ کہتی ہے کہ میں تمہارے نبی ﷺ کی بہن ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، ان کا نام شیما تو نہیں۔ بتایا گیا کہ ان کا نام شیما ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے چادر بچھائی، ان کو اس پر بٹھایا اور فرمایا، شیما! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب مجھے پیاس لگتی تھی تو تو میرے لئے پانی بھر کر لایا کرتی تھی، تو میری رضاعی بہن ہے، تجھے گرفتار کر کے لایا گیا ہے، تیرے قبیلے کے جتنے لوگ بھی گرفتار ہوئے میں نے تیری وجہ سے آج ان سب کو آزاد کر دیا اور تمہیں اختیار دیا کہ تم ان کو لے کر واپس چلی جاؤ۔

اسلام میں والدہ کا مقام:

جب کبھی حلیمہ سعدیہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے ملنے کے لئے تشریف لاتیں تو نبی اکرم ﷺ ان کے لئے اپنی چادر کو خود بچھاتے تھے اور اس کے اوپر اپنی رضاعی ماں کو بٹھایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ماں کی عزت بتائی، بہن کی عزت بتائی، بیٹی کی

عزت بتائی۔ ان قریب کی عورتوں کی عزت کرنے کا حکم اس لئے دیا تا کہ پاکدامنی کی زندگی نصیب ہو۔

چاند دیکھنا سنت ہے:

پہلی رات کا چاند دیکھنا سنت ہے۔ نبی اکرم ﷺ چاند دیکھا کرتے تھے اور امت کو بھی حکم دیا کہ پہلی رات کا چاند دیکھا کریں۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم چاند دیکھیں۔ اس وقت یہ دعا بھی پڑھی جاتی ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَ الْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَ الْإِسْلَامِ وَ التَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى رَبِّيْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ۔**

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ میں شرم وحیاء:

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو عجیب حیاء عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ چاند کی پہلی تاریخ تھی۔ نبی اکرم ﷺ کے ہاں آپ کی بیٹی فاطمہؓ تشریف لائی تھیں۔ پوچھا، فاطمہ! کیا تم نے چاند دیکھا ہے؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے چاند نہیں دیکھا۔ فرمایا، بیٹی تم نے کیوں نہ دیکھا؟ وہ خاموش ہو گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دوبارہ پوچھا، اس کی کیا وجہ تھی؟ سیدہ فاطمہؓ نے جواب دیا، اے ابا جان! میرے دل میں خیال آیا کہ آج پہلی کا چاند ہے، سب لوگ چاند کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اگر میں بھی دیکھوں گی تو میری نگاہیں اور غیر محرم مردوں کی نگاہیں چاند کے اوپر اکٹھی ہوں گی، میں نے اس بات کو شرم وحیاء کے خلاف پایا، اس لئے میں نے آج چاند نہیں دیکھا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی بیٹیاں عطا کرے جن میں ایسی حیاء ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی زندگی عطا فرمائیں کہ ہماری زندگی سے گناہ نکل جائیں۔

تین دن کا فاقہ:

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گھر میں موجود تھے۔سیدہ فاطمہ تشریف لائیں۔آقا ﷺ نے آپ سے پوچھا کہ کیسے آئیں؟ آپ نے اپنے دوپٹے کا ایک پلو کھولا۔اس کے اندر آدھی روٹی تھی۔آپ نے وہ روٹی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور کہا، ابا جان! میں آپ کے لئے اپنی طرف سے تحفہ لائی ہوں۔پوچھا، فاطمہ! کیا بات بنی؟ عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم کئی دنوں سے بھوکے تھے، حضرت علیؓ نے کچھ کام کیا اور آٹا لے کر آئے، میں نے روٹیاں پکائیں، ایک حسنؓ نے کھائی، ایک حسینؓ نے کھائی، ایک علیؓ نے کھالی، ایک روٹی سائل کو دے دی اور ایک روٹی میرے لئے بچی تھی۔ابا جان! جب میں روٹی کھا رہی تھی تو دل میں خیال آیا، فاطمہ! تم بیٹھی روٹی کھا رہی ہو، پتہ نہیں کہ تمہارے ابا حضور کو کچھ کھانے کو ملا یا نہیں ملا، اس لئے میں نے بقیہ آدھی روٹی کپڑے میں لپیٹی اور آپ کی خدمت میں لے آئی ہوں۔ابا حضور! میں آپ کو یہ ہدیہ پیش کر رہی ہوں، اس کو قبول فرما لیجئے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، فاطمہ! مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آج تین دن گزر گئے تیرے باپ کے پیٹ میں کھانے کا کوئی لقمہ نہیں گیا۔

پریشانیاں ختم کرنے کی ترکیب:

آج کل کے نوجوان اکثر و بیشتر کہتے ہیں کہ ہماری زندگی کی پریشانیاں ختم نہیں ہوتیں۔کہتے ہیں کہ ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی کہ دوسری آجاتی ہے، دوسری ختم نہیں ہوتی کہ تیسری اوپر سے آجاتی ہے۔عام طور پر ان کی وجہ ہمارے اپنے گناہ اور تقویٰ کی کمی ہوتی ہے۔جب زندگیوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری آئے گی تو اللہ تعالیٰ کی

طرف سے برکتیں نازل ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ کہ اگر یہ بستی دیسوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور بالضرور ان کے لئے آسمان سے اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

صحابہ کرامؓ کے رزق میں برکت:

سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں تقویٰ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق میں اتنی بہتات عطا کر دی تھی کہ صحابہ کرامؓ کے دور میں جب کوئی زکوٰۃ لے کر نکلتا تو پورے مدینہ میں زکوٰۃ کا کوئی مستحق نظر نہیں آتا تھا کیونکہ صحابہ کرامؓ کے گھروں میں مال و دولت کے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میرے پاس بیت المال سے جو حصہ آتا تھا اس میں سونے کے اتنے بڑے بڑے ڈلے آتے تھے کہ انہیں لکڑی کے کلہاڑے سے توڑا کرتا تھا۔

تقویٰ کی برکت:

پھر قرب قیامت میں ایک وقت آئے گا جب امام مہدیؒ تشریف لائیں گے، اس وقت زمین سے اللہ تعالیٰ کی معصیت ختم ہو جائے گی، سب نیک لوگ ہوں گے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ لوگوں کے تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اتنی برکتیں ہوں گی کہ ایک گائے کا دودھ پورے کے پورے خاندان کے لئے کافی ہو جایا کرے گا۔ ہم جتنا تقویٰ اختیار کریں گے اتنی ہی ہماری صحت میں برکت، وقت میں برکت، اور کاموں میں برکت ہوگی۔ آج گناہوں کی وجہ سے برکتیں رک چکی ہیں، نہ مال میں برکت، نہ صحت میں برکت اور نہ وقت میں برکت ہے۔ پھر ہم روتے پھرتے ہیں کہ کسی نے کچھ باندھ دیا ہے، کسی نے کچھ کر دیا، ہمارے اوپر آسیب کا اثر ہو گیا۔ الٹی

راہوں پر چل نکلتے ہیں، عملیات والوں کے پاس چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدے بھی خراب کر بیٹھتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور نیک اعمال کو سبب بنا کر اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں برکت عطا فرما دے اور اب تک ہم نے جتنے بھی گناہ کئے، چھوٹے یا بڑے، تنہائی میں کئے یا محفل میں کئے، دن میں کئے یا رات میں کئے اللہ رب العزت ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرما دے اور آئندہ ہمیں پاکیزہ نگاہیں عطا فرما دے اور نگاہوں کی نامسلمانی سے محفوظ فرما دے۔ (آمین ثم آمین)

و اخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین